جنگِ آزادی کے نامور فرزند قسط ۲ آخری

مولانا لیاقت علی

تحریر اشرف جاوید

مولانا لیاقت علی کا امیر مقرر ہونا

اس کے بعد لوگوں میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ کسی کو امیر مقرر کر لیا جائے جس کی امارت میں باقاعدہ جنگ لڑی جائے تو اب یہ سوچنے لگے کہ کوئی ایسا آدمی بروئے کار لایا جائے جو اس ہنگامے کو ختم کر کے نظم و نسق قائم کرے۔ سب کی نظرِ انتخاب متفقہ طور پر مولوی لیاقت علی صاحب پر پڑی جو اپنے علم و عمل اور تدبر و لیاقت کی وجہ سے مقبول ترین آدمی تھے۔ تمام علاقے کے زمینداروں شہریوں اور فوجی رجمنٹوں نے ایک جلسہ عام میں مولانا کو بادشاہ کا نائب منتخب کیا۔ (مشاہیر جنگ آزادی۔ ص ۱۸۰)

مولانا لیاقت علی نے اپنا مرکز خسرو باغ میں قائم کیا اور تنظیم شروع کر دی۔ (۱۸۵۷ء میاں شفیع ص ۱۵۱)

الہ آباد میں حکومت قائم کی تھانیدار اور تحصیلدار مقرر کئے۔ (۱۸۵۷ء ایوب قادری۔ ص ۴۷۵) میلی سن انگریز کے قول کے مطابق آہستہ آہستہ منظم بغاوت کا آغاز ہو گیا۔ ہاں ایک آدمی مولوی کر کے مشہور تھا اس نے شہنشاہ دہلی کی حکومت بحال ہونے کا اعلان کر دیا اور سرکش آبادی اس کے گرد جمع ہو گئی۔ بہت تھوڑے آدمی اس وقت بتا سکتے تھے کہ وہ کہاں سے آیا البتہ بعد میں معلوم ہو گیا کہ وہ دوآبہ کے ایک گاؤں کا باشندہ تھا جس نے سرکشی اختیار کر لی تھی۔"

بہرحال مولانا نے جہاد کی قیادت سنبھالی اور خسرو باغ کو اپنا مستقر بنا

لیا۔ مُلکی حُسن کہتا ہے کہ اس کے حسب و نسب پوچھنے کی کس کو کیا ضرورت تھی پیش نظر مقصد کے لئے یہی کافی تھا کہ مولانا انگریز سے سخت متنفر تھے اور مسلمانوں کو یقین دلا کر کہتے تھے کہ اسلامی حکومت بحال ہو گئی ہے اور مولانا روزانہ اپنے ساتھیوں کو قلعے پر یورش کے لئے دعوت دیتے اور لوگ وقتاً فوقتاً کچھ مظاہرہ بھی کرتے رہتے تھے۔ لیکن انگریزی توپوں کی زد سے ہمیشہ باہر رہنے کا خیال رکھتے تھے۔ (۱۸۵۷ء کے مجاہد ص ۲۱۵)

انگریزوں سے جنگ

۱۶ جون ۱۸۵۷ء کو انقلابیوں اور انگریزوں میں مقابلہ ہوا۔ انگریزوں کو فتح ہوئی۔ مولوی صاحب مع اپنی جماعت کے نانا راؤ کے پاس کانپور پہنچے اور وہاں زین العابدین کے ہاں قیام کیا۔ (۱۸۵۷ء ایوب قادری ص ۵۷۴) دوسری جگہ ڈاکٹر سین الہ آباد کے ہنگامے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اس نازک موقع پر ایک غیر معروف آدمی نظم و نسق کو سنبھالنے کیلئے بروئے کار آیا۔ مولوی لیاقت علی پرگنہ چائل کے ایک غریب گھرانے کا فرد تھا۔ پیشہ کے لحاظ سے معلم تھا چونکہ اس کی سربلندی میں نسب اور دولت کا کوئی حصہ نہیں تھا۔ اس لئے سمجھا جا سکتا ہے کہ اس کی برتری صرف ذاتی کردار اور تقدس میں شہرت کا نتیجہ تھی۔ وہ اپنے مذہب اور پرانے نظام کے محافظ بن کر کھڑے ہو گئے۔ جس میں بادشاہ نشان مرکزیت تھا۔ اس لئے کہ وہ بادشاہ دہلی کے نام پر اور اس کے نمائندے کی حیثیت سے حکومت کرتا رہا۔ اس نے امن کے قیام کیلئے اپنے تصور کے مطابق قانون کی حکومت کے استحکام کی کوشش کی۔ اس کی ناکامی تعجب خیز نہیں اس لئے کہ اسے فنون جنگ کے مبادی سے بھی آشنائی نہ تھی اور جنگی صلاحیتوں ہی کے ذریعے

سے وہ سر کشوں پر موثر اقتدار قائم کر سکتا تھا نہ اس نے وہ ممتاز شخصیت حاصل کی تھی جس کے سامنے عوام بے تامل خراج اطاعت پیش کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ (ڈاکٹر سین کی کتاب ص ۱۰۰ بحوالہ مہر ص ۲۲۱)

گرفتاری پر انعام

جب مولانا قابض تھے تو کرنل نیل بنارس سے الہ آباد پہنچا۔ اپنی فوجیں قلعہ کے اندر رکھیں اور سکھوں کو لڑنے کے لئے باہر بھیج دیا انہوں نے خسرو باغ پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور مولوی صاحب وہاں سے ہٹ گئے اسی طرح انگریزوں نے قلعہ اور شہر پر قبضہ کر لیا لیکن علاقہ اسی طرح بگڑا رہا۔ انگریز نے لیڈروں کی گرفتاری کیلئے ایک ہزار روپیہ کا انعام مقرر کیا لیکن کسی نے غداری نہ کی۔ سارے سر براہ اپنے کام میں مشغول رہے اور انگریزوں نے چھ ہزار کے قریب لوگوں کو قتل کیا بلکہ شیر خوار بچوں کو بھی معاف نہ کیا گیا۔ (۱۸۵۷ء محمد شفیع ص ۲۵۱)

اس کے بعد مولانا لکھنؤ گئے یہاں مولوی احمد اللہ شاہ کے جھنڈے تلے آ گئے یہاں بھی اپنی سر گرمیوں میں مصروف رہے۔ اور جب احمد اللہ شہید ہو گئے تو آپ نیپال کی طرف تشریف لے گئے۔

مئی ۱۸۵۷ء میں جب مولوی احمد اللہ شاہجہان پور میں سر گرم دیکھے جاتے ہیں تو دوسرے قائدین کے ساتھ مولوی لیاقت علی بھی وہاں نظر آتے ہیں احمد اللہ کی شہادت کے بعد جب ان لوگوں کی جماعت بھی منتشر ہوئی تو مولوی لیاقت علی صاحب یہاں سے نکل کر گجرات پہنچے۔ مولوی لیاقت علی کا قیام پہلے بڑودہ میں تھا۔ پھر لاج پور پہنچے۔

لاج پور میں خدمات

لاج پور میں اس وقت عبدالکریم خان دوئم نواب تھے جن کی وجہ سے علماء صلحاء کا اچھا خاصا مجمع ہو گیا تھا۔ مولوی لیاقت علی کی حیثیت ان سب میں ممتاز تھی۔ وہاں بھی مولوی صاحب نے وعظ و تذکیر اور اصلاح و تبلیغ کا کام شروع کیا۔ مولوی صاحب فریضۂ جہادیہ کے نام سے بیعت لیتے تھے۔ لاج پور میں مولوی صاحب نے ایک شاندار مسجد بنوائی۔ اس علاقہ میں ہندوانہ رسوم کا خاتمہ کیا۔ وہاں مستورات عام طور پر ہندوانہ لباس پہنا کرتی تھی۔ مولوی صاحب نے ہندوانہ لباس کے رواج کو کلیتہً ختم کرایا۔

۱۸۶۸ء میں نواب محمد ابراہیم محمد یاقوت خان دوئم تخت نشین ہوئے ان کے عہد میں رسالت کے تمام معاملات شریعت کے مطابق ہوتے تھے۔ تمام مقدمات کے فیصلے مولوی لیاقت علی اور صوفی عبدالواحد سلیمان لاج پوری انجام دیتے تھے۔ مولوی صاحب نے وہیں ٹونک یا جے پور کے کسی عالم کی صاحبزادی کے ساتھ شادی کر لی تھی۔ جن سے ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں جن کے صاحبزادے حافظ نذیر احمد ہیں۔

مولوی صاحب کا لاج پور میں دس سال قیام رہا آخر انگریزی حکومت کو مولوی صاحب اور ان کی سرگرمیوں کا علم ہو گیا۔ مولوی صاحب کو بھی حالات کا اندازہ ہو گیا۔ مولوی صاحب لاج پور سے بمبئی پہنچے وہیں گرفتار ہو گئے ان کو الہ آباد لایا گیا۔ مقدمہ چلا اور حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا ہوئی۔ عبدالباری عاصی کا بیان ہے کہ مولوی عبدالحق میاں جی مرحوم الہ آبادی نے ایک مثنوی بھی

ان کے حالات میں لکھی تھی۔ جسے انہوں نے اپنے لڑکپن میں خود دیکھا تھا۔ مولوی لیاقت علی نے فیروز شاہ اور سرحد کے علماء سے بھی تعلقات پیدا کئے تھے۔ ۱۸۶۶ء میں اس علاقے میں بھی گئے تھے۔ یہ واقعات ہمیں ایک خط سے معلوم ہوئے ہیں جو الہ آباد کے ایک افسر پارسن نے پشاور کے کلکٹر مسٹر میکنب کو لکھا تھا۔ (۱۸۵۷ء ایوب قادری ص ۵۷۷/۵۷۸)

حکومت برطانیہ کا ایک خفیہ خط جو محکمہ آثار قدیمہ پشاور میں محفوظ ہے نقل کیا جاتا ہے۔

مکتوب خفیہ متعلق مولوی لیاقت علی الہ آبادی

مائی ڈیئر میکنب! میں الہ آباد کے ۱۸۵۷ء کے باغی لیڈر لیاقت علی کا فوٹو گراف آپ کو بھیج رہا ہوں۔ وہ اس وقت جیل میں ہے وہ غدر کے بعد سے صوبہ بمبئی اور آزاد علاقوں میں بغاوت پھیلاتا رہا ہے اس کا تعلق سرحد کے مولویوں یا فیروز خان سے ہے۔ اگر زیادہ نہیں تو وہ دو مرتبہ وہاں (سرحد) جا چکا ہے ایک مرتبہ ۱۸۶۶ء میں دسری مرتبہ ۱۸۶۹ء میں۔ جب وہ بمبئی میں گرفتار کیا گیا تو وہ تیسری مرتبہ جا رہا تھا اس نے پہلے تین سانڈنیاں سید صاحب کا ملی الہٰی بخش عبدالرحیم، عبدالسبحان اور عبدالرحمٰن کی نگرانی میں بمشا سے بھیجی تھیں۔ سانڈنیاں تقریباً مئی جون ۱۸۷۱ء میں براہ حیدر آباد سندھ روانہ ہوئی تھی۔ وہ تجارتی سامان روپے اور دیگر اشیاء سے لدی ہوئی تھی جو جہاد کے مقاصد کے لئے تھا دراصل اب ضرورت سے زیادہ تاخیر ہو گئی ہے کہ سانڈنیوں کے متعلق کوئی معلومات حاصل ہو سکیں لیکن آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ فوٹو سرحد کے لوگوں سے

مل جل کر مشورہ کر کے شناخت کرا سکیں۔

اس کا ایک پیروکار جو اس کے ساتھ گرفتار ہوا ہے اس کا بیان ہے کہ ہم لوگ خراسان کے مقام روتی کی طرف جا رہے تھے۔ جہاں ایک مولوی صاحب کا قیام ہے وہاں ہمارے جانے کا مقصد نیم کافروں (ملحد یا مرتد) سے لڑنا ہے شاید روتی کے ملا سید امیر یا ان کے ساتھی اسماعیل یا محمود فوٹو کو شناخت کر سکیں۔ لیاقت علی ہمیشہ دوران سفر اپنا نام بدل لیتا تھا اور سرحد میں وہ عبدالکریم کے نام سے مشہور ہے۔ (پارسن)

یہ بھی دوستوں کو یاد ہونا چاہیئے کہ وہابیوں پر اس دور میں مقدمات قائم کئے گئے تھے جس میں پہلا مقدمہ سازش انبالہ کا قائم ہوا۔ اور ان لوگوں کا بھی یہی جرم تھا کہ ان کا تعلق سرحد کے مجاہدین سے تھا جن لوگوں کو سزا ہوئی ان میں سے یحییٰ علی، محمد جعفر تھانیسری، عبدالرحیم صادق پوری، عبدالغفار وغیرہ ان کو بھی کالے پانی کی سزا دی گئی۔

دوسرا مقدمہ سازش پٹنہ ۱۸۶۵ء تیسرا سازش مالدہ ۱۸۷۰ اور چوتھا مقدمہ سازش راج محل ۱۸۷۰ء اور پانچواں مقدمہ سازش پٹنہ ۱۸۷۱ء ان لوگوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے اور ان کے صبر و تحمل کی داستان آج بھی لوگوں کے لئے دعوت عام ہے۔

اولئک اباۓ

آخر کار ان پر بغاوت کا مقدمہ چلا اور انڈمان بھیج دیئے گئے کچھ دنوں کے بعد وہیں انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یار لوگوں کو خبر ہونی چاہیئے کہ کالے

باقی ۵ کے پر